تعلیم کی فضیلت واہمیت

مولانا سعید الحق جدون

انسانی زندگی میں تعلیم کی ضرورت واہمیت ایک مسلم حقیقت ہے۔اس کی تکمیل کے لئے ہر دور میں اہتمام کیا جاتا رہا ہے،لیکن اسلام نے تعلیم کی اہمیت پر جو خاص زور دیا ہے،اور تعلیم کو جو فضیلت دی ہے دنیا کے کسی مذہب اور کسی نظام نے وہ اہمیت اور فضیلت نہیں دی ہے۔

اسلام سے قبل جہاں دنیا میں بہت سی اجارہ داریاں قائم تھیں وہاں تعلیم پر بھی بڑی افسوسناک اجارہ داری قائم تھی۔اسلام کی آمد سے یہ اجارہ داری ختم ہوئی۔دنیا کے تمام انسانوں کو چاہے وہ کالے ہوں یا گورے،عورت ہو یا مرد،بچے ہوں یا بڑے سب کو کتاب وحکمت کی تعلیم دینے کی ہدایت دی۔اسلام نے نہ صرف یہ کہ علم حاصل کرنے کی دعوت دی،بلکہ ہر شخص کا فرض قرار دیا ہے۔آسمان وزمین،نظام فلکیات،نظام شب وروز،بادوباراں،بحرودریا،صحرا وکوہستان،جاندار وبے جان،پرند وچرند غرض یہ کہ وہ کون سی چیز ہے جس کا مطالعہ کرنے اور اس کی پوشیدہ حکمتوں کا پتہ چلانے کی اسلام میں ترغیب نہیں دی گئی؟

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ناخواندگی کے خلاف اعلانِ جنگ کیا،اگر تعلیم اہم نہ ہوتی تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ناخواندگی کے خلاف جنگ کیوں کرتے؟ حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناخواندگی کے خلاف جنگ میں کافی دلچسپی لی تھی۔عربوں میں ناخواندگی اس قدر عام تھی کہ اقوام عالم میں انھیں ''ان پڑھوں کی قوم'' کے نام سے جانا پہچانا جاتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں لکھنے پڑھنے کی ترغیب دی۔تعلیم وتعلم کے سلسلے کا باقاعدہ آغاز کیا،اس عمل کو خوب سراہا،اہل علم کی عزت افزائی کی گئی،لوگوں کو تعلیم حاصل کرنے کی دعوت دی گئی،پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی اس جدوجہد کی وجہ سے عربوں کا ناخواندہ معاشرہ ایک تعلیم یافتہ اور قابل تقلید معاشرہ بن گیا۔

مختصر یہ کہ اسلام نے علم کی دعوت دینے،اس کا شوق دلانے،علم کی قدر ومنزلت بڑھانے،اہل علم کی عزت افزائی

کرنے، معلم و متعلم کے فرائض منصبی اور اداب کو بیان فرمانے، پڑھانے کے لئے موثر طریقے وضع کرنے، تعلیمی کارناموں کو سراہنے، نظام ونصاب کی رہنمائی اوراس کے اثرات ونتائج واضح کرنے، علم کے آداب بیان کرنے اوراہل علم کی مخالفت اور بے عزتی سے روکنے میں جو بھرپور اور مکمل ہدایات پیش کی ہیں اس کی مثال کہیں اور نہیں ملتی۔

تعلیم کی اہمیت قرآن کی روشنی میں:......قرآن میں نازل کردہ پہلا ہی حکم الٰہی پڑھنے سے متعلق ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿اقرا باسم ربك الذی خلق﴾ ''پڑھو اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا'' گویا پڑھنا علم کا عنوان اوراس کی کنجی ہے۔ جب پہلی وحی پڑھنے سے متعلق ہو تو علم کی فضیلت اوراہمیت کی اس سے واضح تر دلیل اور کیا ہو سکتی ہے؟

تعلیم کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو علم کی زیادتی کی دعا کی تعلیم دی ہے، فرمایا ﴿وقل رب زدنی علماً﴾ ''اور کہیے اے میرے رب میرے علم میں اضافہ فرما''۔ امام قرطبیؒ لکھتے ہیں کہ ''اگر کوئی چیز علم سے افضل اور برتر ہوتی تو اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو حکم دیتے کہ وہ اس میں اضافہ کی دعا کریں، جیسا کہ علم طلب کرنے کا حکم دیا گیا ہے''۔

اہل علم حضرات کو قرآن نے بہت بلند مقام عطا کیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿یرفع اللہ الذین امنوا منکم والذین اوتوالعلم درجٰت﴾ ''اللہ تعالیٰ تم میں سے ایمان والوں کے اوران لوگوں کے جن کو علم عطا ہوا ہے، درجے بلند کرے گا''۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''علماء، عام مسلمانوں سے سات سو درجہ فوقیت رکھتے ہیں دو درجوں کا فاصلہ پانچ سو برس کی مسافت ہوگا''۔ اس سے اہل علم کی فضیلت اوران کی بلند مقام کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان پر جتنے احسانات جتلائے ہیں ان میں سے ایک احسان سیکھنے اور سکھانے کا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ﴾ ''انسان کو بات سکھانے کے احسان کو جتلایا۔ عام طور پر انسانوں میں بھی یہ رواج اور دستور نہیں کہ وہ معمولی معمولی باتوں کو جتلائے، تو اللہ تعالیٰ کی ذات سے یہ بات کیسے مناسب ہوگی کہ وہ معمولی معمولی احسانات کو جتلائے۔ سکھانے کے اس عمل کو جتلانے سے اس کی اہمیت اور فضیلت کی طرف اشارہ ہے۔

طلب علم کی ترغیب قرآن نے دی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فلو لا نفر من کل فرقة منهم طائفة لیتفقهوا فی الدین﴾ ''سو کیوں نہ نکلے ہر فرقہ میں سے ان ایک حصہ تاکہ سمجھ پیدا کریں دین میں''۔ ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں: ﴿فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ ''سو پوچھو اهل علم سے اگر تم نہیں جانتے ہو''۔

اس کے علاوہ قرآن کے کئی آیاتوں سے علم کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، اس سے زیادہ اہمیت کیا ہوگی کہ قرآن میں علم کا ذکر اسی ۸۰ بار اور علم سے نکلے ہوئے الفاظ کا ذکر سینکڑوں بار ملے گا۔

تعلیم کی اہمیت تعلیمات نبوی کی روشنی میں:......حدیث کی کتابوں میں ہمیں علم سے متعلق پورے پورے ابواب ملیں

گے، مثلاً صحیح بخاری میں وحی کی ابتدا اور ایمان کے بعد ہی علم کا باب شروع ہو جاتا ہے جس میں حافظ ابن حجرؒ کے بقول ۷۶ حدیثیں اور صحابہ وتابعین کی ۲۲ روایتیں ہیں۔ اسی طرح صحاح ستہ کی باقی کتابوں میں بھی علم سے متعلق ابواب ہیں۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم وتربیت کو بعثت کا مقصد قرار دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، ''میں استاد بنا کر بھیجا گیا ہوں''۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ''میں اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں''۔ پہلی روایت سے تعلیم اور دوسری روایت سے تربیت کی اہمیت کا اندازہ لگتا ہے۔ گویا آپؐ کے بعثت کا مقصد ہی تعلیم وتربیت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے'' (بخاری) ایک اور روایت میں ہے کہ ''فرشتے طالب علم کے لئے اپنے پر بچھا دیتے ہیں اس کے کام سے خوش ہو کر اور عالم کیلئے آسمانوں اور زمین میں ہر چیز مغفرت طلب کرتی ہے یہاں تک کہ پانی میں مچھلیاں بھی۔ عابد پر عالم کی فضیلت ایسی ہی ہے جیسے سارے ستاروں پر چاند کی'' (ابوداؤد)

علم کی فضیلت یہی کیا کم ہے کہ طالب علم کے لیے فرشتے پر بچھاتے ہیں۔ کیا فرشتے کسی وزیر، صدر، یا کسی جاگیردار کے لئے پر بچھاتے ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں، بلکہ یہ طالب علم کی خصوصیت ہے اور زبان نبوت سے علماء کی فضیلت اور ان کی قدر ومنزلت پر زور دینا تعلیم کی فضیلت نہیں تو اور کیا؟

یہ اسلام کی خصوصیت ہے کہ اسلام نے تعلیم حاصل کرنے کو فرض قرار دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: طلب العلم فریضة علی کل مسلم ''علم کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے''۔ مولانا عاشق الٰہی بلند شہریؒ اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ ''اسلام سراسر عمل کا نام ہے۔ ماں کی گود سے لے کر قبر کے گڑھے میں پہنچنے تک احکام ہی احکام ہیں۔ حکم کی تعمیل چونکہ بغیر علم کے نہیں ہو سکتی ہے اس لئے احکام دین کا جاننا اور احکام پر عمل کرنا انسان کا اولین فریضہ ہے''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم حاصل کرنے کی تاکید فرمائی ہے اور علماء امت کی یہ ذمہ داری قرار دی ہے کہ وہ لوگوں کو دین سکھاتے رہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ''علم سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ، فرائض سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ، قرآن سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ، کیونکہ میں انسان ہوں جو اٹھا لیا جاؤں گا اور علم بھی عنقریب اٹھ جائے گا اور فتنے ظاہر ہوں گے (جن کی وجہ سے شریعت اسلامیہ سے ناواقفیت ہو جائے گی) حتیٰ کہ دو شخصوں میں اختلاف ہوگا، تو ان کو کوئی تیسرا نہ ملے گا، جو (احکام شریعت کے مطابق) ان کے درمیان فیصلہ کر دے''۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو علم حاصل کرنے والوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ''بے شک لوگ تمہارے تابع ہیں اور بے شک بہت سے لوگ تمہارے پاس زمین کے دور دراز گوشوں سے دینی سمجھ حاصل کرنے کیلئے آئیں، تو ان سے اچھا سلوک کرنا''۔ (ترمذی)

اس سے زیادہ عزت کی بات کیا ہوگی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ جیسے عظیم المرتبت لوگوں کو علم حاصل

کرنے والوں کی قدر و احترام کرنے، ان کی خدمت اور دل داری کا خیال رکھنے، ان کی آمد سے دل گیر نہ ہونے، ان کو علوم سے نوازتے رہنے اور ان سے حسن سلوک رکھنے کا حکم دیا۔

ابن عبدالبرؒ نے اپنی کتاب "**جامع بیان العلم وفضله**" میں علم کی فضیلت اور اہمیت کے بارے میں ایک روایت نقل کی ہے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "علم سیکھو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے لئے علم سیکھنا خشیت، اسے حاصل کرنے کی کوشش کرنا عبادت، اس کا پڑھنا پڑھانا تسبیح، اس کی جستجو جہاد، ناواقف کو سکھانا صدقہ اور اس کی اہلیت رکھنے والوں کو بتانا ثواب کا ذریعہ ہے۔ نیز علم تنہائی کا ساتھی، دین کا رہنما، خوش حالی و تنگ دستی میں مددگار، دوستوں کے نزدیک وزیر، قریبی لوگوں کے نزدیک قریب اور جنت کی راہ کا مینار ہدایت ہے۔ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کو اوپر اٹھاتا ہے۔ اور انہیں بھلائی میں رہنمائی، قیادت و سرداری عطا کرتا ہے۔ جن کی پیروی کی جاتی ہے، وہ بھلائی کے رہنما ہوتے ہیں جن کے نقش قدم پر چلا جاتا ہے اور جن کے افعال کو نمونہ بنایا جاتا ہے۔ فرشتے ان کی دوستی کی خواہاں ہوتے ہیں اور اپنے پروں سے ان کو چھوتے ہیں۔ ہر خشک اور تر ان کے لئے مغفرت طلب کرتا ہے، یہاں تک کہ سمندر کی مچھلیاں، جاندار، خشکیوں کے درندے اور جانور، آسمان اور اس کے ستارے تک۔ علم ہی کے ذریعے اللہ کی اطاعت و عبادت کی جاتی ہے، اس کی حمد و ثنا ہوتی ہے، اسی سے پرہیزگاری ہوتی ہے، اسی سے صلہ رحمی کی جاتی ہے، اسی سے حلال اور حرام جانا جاتا ہے۔ وہی رہنما اور عمل اس کا پیروکار ہے۔ بدبخت اس سے محروم رہتے ہیں"۔

اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ ایمان کے بعد تمام نعمتوں میں سب سے بڑی دولت "علم" اور "دین کی سمجھ" ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔" معلم انسانیت کے اس ارشاد کے مطابق سب سے بڑی نعمت، دکانداری، مالداری، زمینداری، وزارت وصدارت اور بینک بیلنس نہیں ہے، بلکہ دین کی سمجھ ہے، جس کے سامنے تمام چیزیں ہیچ ہیں۔ ایک دانا کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے سب سے بڑی نعمت عقل ہے اور کمالیت میں سب سے بڑا کمال "علم کا کمال" ہے، یعنی علم سے بڑا کوئی کمال نہیں۔

تعلیم کی اہمیت اسلاف امت کی نظر میں:...... صحابہ کرامؓ اور تابعین نے بھی تعلیم کی اہمیت نیز لوگوں کو زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرنے پر ابھارنے اور جہالت کے برے نتائج سے آگاہ کرنے میں بھرپور کردار ادا کیا۔

حضرت علیؓ کا فرمان ہے: "جس نے علم سیکھا اور دوسروں کو سکھایا آسمان کے فرشتوں میں اسے عظیم کہہ کر پکارا جاتا ہے"۔ سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں: "میری دانست میں اشاعتِ علم سے زیادہ افضل کوئی عبادت نہیں" انہی کا قول ہے: "اے قوم عرب! علم حاصل کرو ورنہ مجھے ڈر ہے کہ علم تم سے نکل کر غیروں میں چلا جائے گا اور تم ذلیل ہو کر رہ جاؤ گے، علم حاصل کرو کیونکہ علم دنیا میں بھی عزت ہے اور آخرت میں بھی۔"

امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں: ''کھانے پینے سے کہیں زیادہ انسان علم کا ضرورت مند ہے''۔ حسن بصریؒ فرماتے ہیں: ''اگر اہل علم نہ ہوتے تو لوگ جانوروں جیسے ہوجاتے''۔ یعنی اہل علم ہی لوگوں کو جانوروں کی صف سے نکال کر انسانیت میں داخل کراتے ہیں۔ حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں: ''جس شخص کی یہ تجویز ہو کہ علم کا طلب کرنا جہاد نہیں، تو وہ اپنے عقل وتجویز میں ناقص ہے''۔ زمیریؒ فرماتے ہیں کہ علم نر (مذکر) ہے اور اس کو مردوں میں وہی پسند کرتے ہیں جو مرد ہو''۔

حضرت معاویہ بن سفیانؓ حج کے موقع پر میدان میں بیٹھے تھے، پہلو میں بیوی بیٹھی تھی، کیا دیکھتے ہیں کہ ایک شخص کے گرد بھیڑ لگی ہوئی ہے، اور طرح طرح کے مسئلے ان سے پوچھے جارہے ہیں۔ دریافت کیا: ''یہ کون ہیں''؟ بتایا گیا کہ ''عبداللہ بن عمر ہیں''۔ یہ سن کر حضرت معاویہ نے بیوی سے کہا، ''اللہ کی قسم یہی شرف ہے، دنیا وآخرت کا''۔

حسن بصریؒ فرماتے ہیں: ''عالم کی موت اسلام کی عمارت میں ایک ایسا شگاف ہے جو کبھی بند نہیں ہوسکتا''۔ جب کاتب وحی اور ماہر قرآن انصاری عالم حضرت زیدؓ بن ثابت کا انتقال ہوا تو عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا: ''جو یہ دیکھنا چاہے کہ علم کیسے اٹھتا ہے وہ دیکھ لے علم اس طرح اٹھتا ہے''۔ ابن مبارکؒ فرماتے ہیں: ''مجھ کو تعجب آتا ہے اس شخص پر جو علم کی طلب نہ کرے، کہ اس کا نفس اس کو کسی بزرگی کی طرف کیسے بلاتا ہے''۔ بعض حکماء کا قول ہے کہ ہمیں دو شخصوں پر جو ترس آتا ہے اور کسی پر نہیں آتا۔ ایک اس طالب علم پر جو علم طلب کرتا ہے لیکن سمجھتا نہیں اور دوسرا اُس پر کہ علم کو سمجھتا ہے اور اس کو طلب نہیں کرتا ہے''۔ امام شافعیؒ کا قول ہے: ''علم کا طلب کرنا نفل سے افضل ہے''۔ بعض علماء فرماتے ہیں: ''بہترین نعمت عقل اور بدترین مصیبت جہالت ہے''۔

حضرت وھبؒ فرماتے ہیں: ''علم کی برکت سے خسیس آدمی باشرف، بے قدر انسان باعزت، نادار شخص مالدار اور بے وقعت باوجاہت ہوجاتا ہے''۔ حضرت فضیل بن عیاضؒ کا قول ہے: ''علم سکھانے والے کا آسمانوں میں بہ کثرت ذکر کیا جاتا ہے''۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''فقہ کی مجلس میں بیٹھنا ساٹھ سال عبادت سے زیادہ بہتر ہے''۔ حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں: فرائض کے بعد طلب علم سے زیادہ افضل کوئی چیز نہیں ہے''۔

حضرت سفیان بن عیینہؒ فرماتے ہیں: ''دنیا میں کسی کو نبوت سے زیادہ افضل چیز نہیں دی گئی اور نہ ہی نبوت کے بعد علم وفقہ سے زیادہ افضل اور اعلیٰ چیز کسی کو عطا ہوئی''۔ کسی نے عرض کیا: ''یہ علم وفقہ کن سے حاصل کیا جائے؟'' فرمایا: ''تمام فقہاء کرام سے حاصل کرو''۔

حضرت ابوذر اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''علم کا ایک باب سیکھنا ہمیں نفل نماز کی ایک ہزار رکعت پڑھنے سے زیادہ پسندیدہ ہے اور علم کا ایک باب جاننا ہمیں نفل نماز کی سو رکعت سے زیادہ پسند ہے''۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''علم کے عظیم الشان ہونے کے لئے یہی ایک بات کافی ہے کہ جو اس میں کمال نہیں رکھتا وہ بھی اس کا دعویدار ہے اور اپنی طرف علم کی نسبت سے خوش ہوتا ہے اور جہالت کی مذمت میں یہی ایک بات کافی ہے کہ خود جاہل

شخص اس سے برأت کا ظہار کرتا ہے"۔

علم سب سے بڑی سرداری:...... علم سب سے بڑی شرافت اور سرداری ہے۔ایک حکیم کا قول ہے کہ علم سب سے بڑی شرافت ہے اور ادب وانسانیت سب سے اعلیٰ نسب ہے۔ابن المقفعؒ فرماتے ہیں کہ علم حاصل کرو، بادشاہ ہوئے تو اونچے ہو جاؤ گے عام آدمی ہوئے تو زندہ رہ سکو گے۔

علم وہ جوہر ہے، جس نے غلاموں اور نوکروں کو خلافت کی کرسی پر بٹھایا۔انہیں قوموں کا سردار بنایا۔ایک دفعہ حجاج بن یوسف نے خالد بن صفوان سے پوچھا: "بصرہ کا سردار کون ہے"؟ خالد نے جواب دیا: "حسن" حجاج نے تعجب سے کہا: "یہ کیونکر ممکن ہوا حسن تو غلاموں کی اولاد ہے"۔خالد نے کہا کہ "حسن اس لئے سردار ہیں کہ لوگ اپنے دین میں اس کے محتاج ہیں اور وہ علم کی دنیا میں کسی قسم کے محتاج نہیں۔اللہ تعالیٰ کی قسم میں نے بصریٰ میں کسی کو نہیں دیکھا جو حسن کے حلقے میں پہنچنے کی کوشش نہ کرتا ہو۔سب کو ان کا وعظ سننے اور ان سے علم حاصل کرنے کی آرزو رہتی ہے"۔یہ سن کر حجاج نے کہا: "واللہ یہی سرداری ہے"۔

اسی طرح ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے نافع بن عبدالحارث کو مکہ مکرمہ کا والی بنایا تھا۔وہ ایک بار حضرت عمرؓ کے پاس آئے، تو آپ نے دریافت کیا کہ "اپنا نائب کس کو بنا کر آئے ہو"۔انہوں نے بتایا: "ابن ابزیٰ کو" حضرت عمرؓ نے دریافت کیا: "ابن ابزیٰ کون ہے؟" انہوں نے بتایا: "ہمارا ایک مولیٰ ہے"۔تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: "تم نے ایک مولیٰ کو نائب بنایا ہے"۔انہوں نے جواب دیا: "وہ قرآن کریم پڑھنے والے اور مسائل وراثت کے عالم ہیں"۔تب حضرت عمرؓ نے فرمایا "ہمارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے ہیں اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے کچھ لوگوں کو اوپر اٹھائے گا، اور کچھ کو پست کرے گا" (مسلم)

ان واقعات سے یہ معلوم ہوا کہ اصل سرداری علم کی سرداری ہے اور اصل حکمرانی علماء کی حکمرانی ہے۔کیونکہ چشم نگاہ نے بڑے بڑے بادشاہوں کو علماء کے قدم بوسی کرتے دیکھا ہے۔ابوالاسودؒ کا قول ہے کہ "علم سے زیادہ معزز کوئی چیز نہیں۔بادشاہان لوگوں پر حکمران ہیں، اور علماء بادشاہوں پر"

علم کی کنجی سوال ہے:...... علم کو چاردانگ عالم میں پھیلانے کی خاطر اسلام نے سوال کرنے کی ترغیب دی ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون﴾ "اگر تم نہیں جانتے ہو تو اہل علم سے پوچھو"۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشاد ہے: "علم وہ خزانہ ہے جس کی کنجی سوال ہے، پس علم کا سوال کرو"۔نیز آپؐ کا فرمان ہے کہ "جاہل کو جہل پر خاموش نہیں رہنا چاہیے اور عالم کو اپنے علم پر چپکا نہیں رہنا چاہیے"۔یعنی جاہل کو رفع جہالت کے لئے سوال کرنا چاہیے اور عالم کو اس کا جواب دینا چاہیے۔حضرت سفیان ثوریؒ عقلان تشریف لے گئے، اور کچھ دن وہاں رہے، ان سے کسی نے کچھ نہیں پوچھا، آپؒ نے فرمایا: "مجھ کو سواری کرایہ پر لے دو کہ میں اس شہر سے نکل

جاؤں، یہ ایسا شہر ہے کہ اس میں علم مرجائے گا''۔ حضرت عطاؒ فرماتے ہیں کہ ''میں حضرت سعید ابن میسّب کے پاس گیا وہ روتے تھے۔ میں نے رونے کی وجہ پوچھی' انہوں نے فرمایا: ''مجھ سے کوئی پوچھتا نہیں اس لئے رو رہا ہوں''۔

طلبہ بعض اوقات میں مسائل پوچھنے سے شرماتے ہیں، حالانکہ شرمانے سے انسان علم سے محروم رہ جاتا ہے۔ کسی کا قول ہے کہ جو استاد سے پوچھتے وقت شرمائے تو لوگوں کے سامنے اس کا عیب ظاہر ہوگا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا انصار کی عورتوں کے بارے میں فرماتی ہے۔ رحم الله نساء الأنصار لم يكن الحيا ويمنعهن ان يتفقهن في الدين یعنی ''اللہ تعالیٰ انصار کی عورتوں پر رحم فرمائے کہ دین کی سمجھ حاصل کرنے میں حیا ان کو نہیں روکتی''۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ حق سے نہیں شرماتا اگر عورت کو احتلام ہو جائے کیا اس پر غسل واجب ہوگا؟ تو آپ نے فرمایا کہ ہاں جب وہ پانی (منی) دیکھے۔ (بخاری)

کسی شاعر نے خوب کہا ہے۔

ولیس العمی طول السئوال وانما   تمام العمی طول السکوت

زیادہ پوچھنے والا اندھا نہیں ہوتا۔ اندھا وہ شخص ہے جو زیادہ خاموش رہتا ہے۔

عبادت پر علم کی فضیلت:...... اسلام نے عبادت پر علم کو فضیلت دی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علمی مشاغل اور مذاکروں کو عام عبادت سے بڑھ کر درجہ دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: فقيه واحد أشد علي الشيطان من ألف عابد ''ایک فقیہ عالم شیطان کے لئے ایک ہزار عابدوں سے بھاری ہے''۔ ایک اور روایت میں ہے: ''ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں تشریف لائے، تو دیکھا کہ صحابہ کرامؓ کے دو گروہ الگ الگ دو محفلیں منعقد کیے بیٹھے ہوئے ہیں۔ ایک محفل میں تسبیحات ہو رہی تھی اور دوسری محفل میں علمی مذاکرہ ہو رہا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دونوں کو دیکھ کر خوش ہوئے اور خود علمی مذاکرہ کرنے والوں کے ساتھ شامل ہو گئے۔ (ابن ماجہ: ۱/۹۴)

ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تمام رات علمی مذاکرہ اور گفتگو کرتے رہے۔ جب صبح کا وقت قریب ہوا (یعنی تہجد کا وقت) تو حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے یاد دلایا کہ ''امیر المومنین نماز کا وقت ہونے والا ہے''۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ''یہ بھی نماز ہی ہے جس میں ہم اس وقت مصروف ہیں''۔

''ابن الحکم کا قول ہے کہ ''میں امام مالکؒ کے پاس سبق پڑھتا تھا۔ میں نے اپنی کتاب نماز پڑھنے کے لئے تہ کی۔'' آپ نے فرمایا: ''اے فلاں جس (نفلی نماز) کے لئے تو اٹھا ہے وہ اس سے بہتر نہیں جس میں تو تھا، بشرطیکہ نیت درست ہو''۔ (احیاء العلوم)

خلاصہ کلام یہ کہ علمی مشغلہ نفلی نمازوں سے بہتر ہے، حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ''رات کے کچھ حصہ میں علم پر تبادلہ خیال مجھے نفلی نمازیں پڑھنے سے زیادہ پسند ہے۔'' حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ''ایک گھڑی علم کا

مذاکرہ ایک رات کے قیام سے بہتر ہے"۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں، کہ "علم کا حصول نفل نماز سے افضل ہے"۔

علم کی فضیلت دیگر عبادات پر بھی ثابت ہے۔ عبادت کا تسلسل ختم ہوسکتا ہے جبکہ علم کا اثر باقی رہتا ہے، مثلاً مرنے سے اعمال صالحہ اور عبادات جن میں روزہ، حج، نماز زکوٰۃ اور دیگر امور شامل ہیں، کا سلسلہ منقطع ہوتا ہے، جبکہ علم کا سلسلہ منقطع نہیں ہوتا، بلکہ اس کا دائرہ ختم اور تنگ ہونے کی بجائے وسیع سے وسیع ہوتا جاتا ہے۔

جس طرح علم عبادت سے بہتر ہے اسی طرح عالم بھی عابد سے بدرجہا بہتر ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے، کہ "ہزار شب بیدار، روزہ دار عابدوں کا مرجانا ایسے عالم کی موت سے کم ہے جو خدا تعالیٰ کے حلال اور حرام کا ماہر ہو"۔

مال دولت سے علم کی بہتری:...... علم مال و دولت سے بہتر ہے۔ اس سلسلے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کمیل بن زیاد سے کتنی عمدہ بات کہی تھی:

> "علم مال و دولت سے بہتر ہے، علم تمہاری نگہداشت کرتا ہے جبکہ مال و دولت کی نگہبانی تمہیں کرنی پڑتی ہے۔ علم خرچ کرنے سے بڑھتا ہے۔ جبکہ دولت خرچ کرنے سے کم ہوتی ہے۔ علم حاکم ہے جبکہ مال و دولت کی حیثیت محکوم کی ہے۔ علم سے عالم کو زندگی میں سکون حاصل ہوتا ہے اور وفات کے بعد ذکر خیر، جبکہ مال و دولت کا کام آدمی کی موت کے ساتھ ختم ہوجاتا ہے۔ مال و دولت کے ذخیرے رکھنے والے پردہ گم نامی میں چلے گئے، جبکہ علماء زندہ و پائندہ ہیں۔ اور جب تک دنیا باقی رہے گی ان کے نام بھی باقی رہیں گے اور وہ خود تو انتقال کر چکے لیکن ان کے علمی کارنامے زندہ ہیں۔"

ایک روایت میں ہے کہ اہل بصرہ میں باہم مذاکرہ ہونے لگا۔ بعض نے کہا علم مال سے افضل ہے۔ اور بعض نے کہا کہ مال علم سے افضل ہے بالآخر حضرت ابن عباسؓ کی طرف آدمی بھیج کر فیصلہ چاہا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ "علم افضل ہے"۔ قاصد بولا: "اگر ان لوگوں نے دلیل مانگی تو کیا کہوں گا" انہوں نے فرمایا: "کہہ دینا کہ "علم انبیاء کی میراث ہے اور مال فرعون کی، علم تیری حفاظت کرتا ہے۔ اور مال کی تجھے حفاظت کرنی پڑے گی، اللہ تعالیٰ علم کی دولت اپنے محبوب بندوں کو ہی دیتا ہے اور مال میں یہ تخصیص نہیں۔ محبوب و مبغوض دونوں کو دیتا ہے بلکہ مبغوض کو عموماً زیادہ دیتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تمام آدمی ایک ہی طریقے پر ہوجائیں، تو جو لوگ خدا کے ساتھ کفر کرتے ہیں، ان کے لئے ان کے گھروں کی چھتیں ہم چاندی کر دیتے اور زینے بھی جس سے وہ چڑھا کرتے ہیں۔ علم خرچ کرنے سے کم نہیں ہوتا بلکہ بڑھتا ہے اور مال خرچ کرنے سے کم ہوتا ہے۔ مالدار جب مر جاتے ہیں، تو ان کا تذکرہ بھی ختم ہوجاتا ہے اور صاحب علم مرنے کے بعد بھی زندہ جاوید رہتا ہے۔ صاحب مال سے ایک ایک درہم کا سوال ہوگا کہ کہاں سے کمایا اور کہاں پر لگایا اور صاحب علم کا ایک ایک حدیث پر جنت میں درجہ بڑھے گا۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "حضرت سلیمان علیہ السلام کو اختیار دیا گیا تھا کہ علم، مال اور سلطنت

میں جو چاہو پسند کرو، انہوں نے علم کو پسند فرمایا تو مال اور حکومت علم کے ساتھ ان کو عطا ہوئی"۔

علم انبیاء کی میراث ہے اور نبیوں کی میراث کے مقابلہ میں سب میراثیں ہیچ ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خوب فرمایا:

رضینا قسمت الجبار فینا... لنا علم وللجھال مال

ہم خدا کی تقسیم پر راضی ہیں جو اس نے ہمارے متعلق فرمائی ہے، یعنی یہ کہ ہمارے لئے علم اور جاہلوں کے لئے مال مقدر فرمایا:

لأن المال یفني عن قریب.. وان العلم باق لایزال

"اس لئے کہ مال عنقریب فنا ہو جائے گا اور علم باقی رہے گا جسے زوال نہیں۔"

علم کی فضیلت جہاد پر:...... جہاد پر علم کی فضیلت ثابت ہے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید ہوئے وہ قیامت کے دن علماء کی قدر و منزلت دیکھ کر اس کی تمنا کریں گے، کہ کاش اللہ تعالیٰ انہیں علماء کی صف میں اٹھاتا"۔ حسن بصریؒ کا قول ہے کہ "علماء کی قلم کی روشنائی شہداء کے خون کے مقابلے میں تولی جائے، تو علماء کے قلم کی روشنائی کا پلڑا بھاری نکلے گا" حضرت ابودرداءؓ فرماتے ہیں "جو یہ سمجھے کہ علم کی جستجو میں آنا جانا جہاد نہیں ہے، اس کی عقل اور رائے میں نقص ہے۔" ایک صحابی کا قول ہے کہ "اگر علم کے حصول کی کوشش کے دوران طالب علم کی موت آجائے، تو وہ شہید ہے۔"

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "علم حاصل کرو، کیونکہ اللہ کے لئے علم حاصل کرنا خشیت اور اسے دہرانا اور غور و فکر کرنا عبادت، اس کا مذاکرہ کرنا تسبیح اور اس کی جستجو جہاد ہے"۔

جہاد پر علم کی فضیلت کی ایک وجہ یہ ہے کہ جہاد کی فضیلت بھی علم ہی سے معلوم ہوتی ہے۔ اس کی حدود و شرائط بھی علم ہی سے واضح ہوتی ہے۔ مشروع جہاد اور غیر مشروع جنگ کا فرق بھی علم ہی سے معلوم ہوتا ہے، نفلی جہاد اور فرضی جہاد کا فرق بھی علم ہی بتاتا ہے۔ جب جہاد کی یہ ساری باریکیاں اور حدیں علم ہی سے جانی جا سکتی ہے، تو پھر علم کی فضیلت بطریق اولیٰ ثابت ہوئی۔ بغیر علم کے مجاہد بھی میدان جہاد میں غلطی کا مرتکب ہو سکتا ہے یا لاعلمی میں صحیح راہ سے بھٹک سکتا ہے۔

اسلام میں صرف تلوار کا جہاد نہیں بلکہ زبان و قلب کے جہاد کو بھی بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ ﴿اطیعو اللہ واطیعو الرسول واولی الامر منکم﴾ "اللہ کی اطاعت کرو، رسول کی اطاعت کرو اور ان لوگوں کی جو تم میں صاحب امر ہوں" اس آیت میں اولی الامر سے مراد حکام اور علماء ہیں۔ دونوں اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں۔ حکام اپنے ہاتھوں تلواروں سے اور علماء زبان اور علم سے جہاد کرتے رہتے ہیں۔

عمل کے لئے علم کی ضرورت:...... علم عمل کے لئے ضروری شرط ہے تاکہ عمل صحیح ہو جائے۔ اور اللہ کے حکم کے مطابق ہو جائے۔ حسن بصریؒ کا قول ہے کہ "بغیر علم کے عمل کرنے والا ایسا ہے جیسے کوئی راستہ چھوڑ کر چلے۔ بغیر علم کے عمل کرنے

والا اسد ھار سے زیادہ بگاڑ پیدا کرے گا"۔امام بخاری نے صحیح بخاری میں "قول وعمل سے پہلے علم" کے عنوان سے باب قائم کیا ہے، محدثین لکھتے ہیں کہ "امام بخاریؒ کا مطلب یہ ہے کہ "علم شرط ہے قول وعمل کی درستی کے لئے۔علم کے بغیر قول کا اعتبار کیا جا سکتا ہے نہ عمل کا اس لئے علم کا مرتبہ ان دونوں سے پہلے ہے"۔

حضرت معاذ بن جبلؓ کی روایت ہے کہ "علم عمل کا رہنما ہے اور عمل اس کے تابع ہے۔کوئی عبادت اس وقت تک صحیح ادا نہیں ہو سکتی جب تک عبادت کرنے والا یہ نہ جانے کہ عبادت کے ارکان اور ضروری شرائط کیا ہیں۔"

صحابہ کرامؓ نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ "اعمال میں افضل عمل کونسا ہے؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "علم"۔انہوں نے عرض کیا کہ "ہم عمل کے بارے میں پوچھتے ہیں اور آپ علم کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں۔" تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "علم کے ساتھ تھوڑا سا عمل کارآمد ہوتا ہے اور جہالت کے ساتھ بہت سا عمل بے سود ہے"۔حضرت سفیان بن عیینہ نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کا یہ قول نقل کیا ہے کہ "جو بغیر علم کے عمل کرے گا، وہ سدھار سے زیادہ بگاڑ پیدا کرے گا"۔

اس کی مثال ہم ایک روایت سے دیتے ہیں کہ جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص نے نماز پڑھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو بار بار واپس کرتے اور فرماتے کہ نماز پڑھو تم نے نماز نہیں پڑھی ہے۔اس شخص کے نماز پڑھنے کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ پڑھنے کا حکم کیوں لگاتے تھے؟ کیونکہ وہ عمل تو کرتے تھے لیکن اس کے عمل کے ساتھ علم نہیں تھا کہ قومہ، رکوع، سجدہ اور دیگر ارکان نماز صحیح ادا کرے۔اس لئے اس شخص کی نماز کو یوں تصور کیا گیا کہ گویا اس نے نماز ہی نہیں پڑھی۔

اس سے یہ بات واضح ہوئی کہ علم عمل کے لئے ضروری شرط ہے۔اس سے عمل کی تصحیح ہوگی چاہے وہ عمل عبادات سے متعلق ہو یا معاملات سے، ذاتی ہوں یا خاندانی، سماج سے متعلق ہوں یا معاشرت سے، ہر لحاظ سے علم از حد ضروری ہے۔

علم انسانیت کا رہنما:......علم انسان کو انسانیت سکھاتا ہے، اخلاقیات کی تربیت دیتا ہے۔علم کے بغیر انسان جانوروں جیسا ہو جاتی ہے، جیسا کہ حسن بصریؒ کا قول ہے: لو لا العلماء لعوام كالأنعام" اگر علماء نہ ہوتے تو لوگ جانوروں جیسے ہوتے۔امام غزالیؒ بے علم انسان کو تو انسان قرار دینے کے لئے تیار ہی نہیں، فرماتے ہیں: "بے علم کو انسان اس لئے قرار نہیں دیا کہ جو صفت انسان کو تمام جانوروں سے ممتاز کرتی ہے، وہ علم ہی ہے، جو انسان کو مرتبہ و مقام علم ہی کی وجہ سے ہے اس کی جسمانی طاقت کی وجہ سے نہیں، انسان کے مقابلے میں اونٹ اور ہاتھی کہیں زیادہ بڑا جسم رکھتے ہیں، شیر وغیرہ اس سے کہیں زیادہ طاقتور ہوتے ہیں۔بیل کا پیٹ اس سے کہیں زیادہ بڑا ہوتا ہے اور معمولی گوریا بھی اس سے کہیں زیادہ جنسی طاقت رکھتی ہے۔انسان کو تو علم ہی کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔" (احیاء العلوم: ۱/۱۲)

حضرت ابن مبارک سے کسی نے پوچھا کہ "انسان کون ہے؟" انہوں نے فرمایا: "علماء"، پھر پوچھا "بادشاہ کون

ہیں؟'' فرمایا: ''زاہد''، تیسری دفعہ پوچھا کہ ''کمینے کون ہیں؟'' فرمایا: جو لوگ اپنے دین کو بیچ کر کھاتے ہیں''۔ عرض یہ کہ عالم کے سوا اوروں کو انسان ہی نہیں کہا۔ اس لیے کہ جس خاصہ سے انسان کا چوپاؤں سے تمیز ہوتی ہے، وہ علم ہے اور انسان اس وقت سے انسان کہلائے گا کہ جس بات سے اس کو شرف ہو، وہ اس میں موجود ہو۔ اور انسان کا شرف تو کسی طاقت اور زورآوری سے نہیں بلکہ علم ہی سے ہے۔

شاعر نے بھی انسان کی انسانیت کو علم سے مشروط کیا ہے، فرماتے ہیں:

علم ہی سے انسان، انسان ہے — علم جو نہ سیکھے، وہ حیوان ہے

انسان کو انسانیت سکھانے کے لئے علم کی ضرورت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علم کی تشبیہ بارش سے دی گئی ہے، یعنی جس طرح بارش سے زمین درست ہوتی ہے، اسی طرح سے انسان کی انسانیت کی اصلاح ہوتی ہے۔ قرآنی آیات ﴿فاحتمل السیل زبداً رابیاً﴾ میں علم کو پانچ وجوہات کے سبب بارش سے تشبیہ دی گئی۔

(۱) ان العلم ینزل من السمآء کذالك العلم من السمآء۔ ''بارش آسمان سے اترتی ہے۔ اسی طرح علم بھی آسمان سے اترتا ہے۔

(۲) ان صلاح الأرض بالمطر فاصلاح الخلق بالعلم۔ بے شک زمین کی درستگی بارش سے ہوتی ہے، پس مخلوق کی اصلاح علم سے ہوتی ہے۔''

(۳) ان الزرع والنبات لایخرج بغیر المطر کذالك الأعمال والطاعة لا تخرج بغیر العلم۔ ''بے شک کھیتی اور پودے بغیر بارش کے نہیں نکلتے ہیں اسی طرح اعمال اور طاعت بغیر علم کے نہیں نکلتا ہے۔''

(۴) ان المطر فرع الرعد والبرق کذالك العلم، فان العلم فرع الوعد والوعید ''بارش کڑک اور بجلی کی فرع ہے۔ اسی طرح علم فرع ہے وعد اور وعید کی۔''

(۵) ان المطر نافع وضارٌ کذالك العلم نافعٌ وضار ''بے شک بارش مفید بھی ہے اور نقصان دہ بھی، اسی طرح علم نافع بھی ہے اور نقصان دہ بھی۔''..................☆☆

دینی مدارس کے نصاب تعلیم کے متعلق بعض لوگوں کا یہ شبہ بھی درست نہیں کہ وہ عصر حاضر کے تقاضوں کو پورا نہیں کر رہا، دینی مدارس کے نصاب میں انگریزی، ریاضی، جنرل سائنس غرضیکہ مڈل تک کے تمام ضروری عصری مضامین شامل ہیں، یہاں سے نکلنے والا ایسا نہیں ہوتا کہ وہ دنیا کے حالات، معاشرتی اور سماجی مسائل اور عصر حاضر کی صنعتی اور سائنسی ایجادات و انقلابات سے بالکل بے خبر ہو، الحمدللہ اس کے پاس ضروری معلومات بھی ہوتی ہیں اور اس قدر استعداد بھی ہوتی ہے کہ وہ اگر کسی موضوع سے متعلق تفصیل جاننا چاہے تو اپنے مطالعہ کی بنیاد پر اس تک پہنچ سکے۔ پھر دینی مدارس سے بن سنور کر نکلنے والے جن رجال کار کے علمی رسوخ، پاکیزگی کردار، بلندیٔ اخلاق، جہد و عمل اور ایثار و اخلاص پر ملت کو بجا طور پر فخر ہے، ان کا نصاب تعلیم بھی یہی تھا جو آج رائج ہے، اس میں کوئی بنیادی تبدیلی نہیں ہوئی بلکہ بہتری آئی ہے۔ (صدائے وفاق: ص ۱۸)